ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

عہد خلفاء راشدین میں مسلم و غیر مسلم تعلقات

☆رضوانہ بی بی: ایم فل سکالر، منہاج یونیورسٹی، لاہور
☆☆ڈاکٹر غلام احمد خان: اسسٹنٹ پروفیسر نمل (NUML) لاہور

Abstract
The Rashidah Caliphate is a bright and exemplary period not only in the history of Islam but also in the history of the world. In the same way, the Caliphs also took care of the rights of dhimmis and provided them with all kinds of freedom. The Rashidun Caliphs made the Nation of Islam strong and stable by establishing excellent relations with non Muslim nations.The era of Khilafat Rashida was undoubtedly the golden age of Islamic history. Non-Muslim subjects were treated kindly in it, they were given complete religious freedom. The examples of kindness and tolerance established by the Caliphs by establishing economic, social, political and fair relations with the Dhimmis are presented below.

Key words: Caliphate, establishing, Khilafat Rashida, relations, Non-Muslim

خلافت راشدہ تاریخ اسلام کا ہی نہیں بلکہ تاریخ عالم کا روشن اور مثالی دور ہے، خلفاء راشدین I رسول اللہ a کے تربیت یافتہ صحابہ تھے، یہ آپ a کی تربیت ہی کا اثر تھا کہ جس طرح آپ a نے ذمیوں کے حقوق کا تحفظ کیا بالکل اسی طرح خلفاء راشدین I نے بھی ذمیوں کے حقوق کا خیال رکھا اور ان کو ہر طرح کی آزادی فراہم کی۔خلفاء راشدین نے غیر مسلم اقوام سے بہترین تعلقات استوار کرکے ملت اسلامیہ کو مضبوط اور مستحکم بنایا۔خلافت راشدہ کا دور بلاشبہ تاریخ اسلام کا سنہری دور تھا۔اس میں غیر مسلم رعایا سے حسن سلوک کیا گیا، ان کو مکمل مذہبی آزادی فراہم کی گئی۔خلفاء راشدین نے ذمیوں کے ساتھ معاشی، معاشرتی، سیاسی اور عادلانہ تعلقات قائم کرکے حسن سلوک اور رواداری کی جو مثالیں قائم کی ہیں، ذیل میں ان کی چند نظائر پیش کی جاتی ہیں۔

عہدِ صدیقی

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق نے جب شام کی طرف فوج روانہ کی تو اس کے نام ایک تاریخی فرمان جاری کیا کہ دشمنوں سے تمہارے معاہدے میں جھوٹ یا فریب نہ ہونا چاہئے، ہر معاملے میں ایماندار ہونا تاکہ تمہاری صداقت اور اعلیٰ ظرفی ثابت ہو جائے، اپنے وعدوں اور اپنی باتوں کی سختی کے ساتھ پابندی کرو۔راہبوں اور سنیاسیوں کے سکون میں خلل نہ ڈالو اور ان کے مسکنوں کو مسمار نہ ہونے دو۔

معاہدہ نجران جو کہ نجران کے عیسائیوں سے آپ نے اپنے عہد میں کیا، مذہبی رواداری کی بہت بڑی مثال ہے یہ معاہدہ عہد خلافت راشدہ میں بھی قائم رہا۔جب اہل نجران کو رسول اللہ کے وصال مبارک

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

کی اطلاع ملی جن میں اس وقت بنی الافعی کے جو بنی الحارث سے قبل وہاں متوطن تھے ان میں چالیس ہزار جنگجو تھے انہوں نے تجدید معاہدہ کے لئے اپنا ایک وفد حضرت ابو بکر g کے پاس بھیجا۔ یہ وفد حضرت ابو بکر صدیق g کے پاس آیا۔انہوں نے حسب ذیل فرمان ان کو لکھ دیا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ فرمان اللہ کے بندے اور رسول اللہ کے خلیفہ ابو بکر a کی طرف سے اہل نجران کے لئے لکھا جاتا ہے، میں نے ان کو اپنی فوج کی طرف سے پناہ دی اور جو فرمانِ معافی رسول اللہ a نے ان سے کیا تھا میں بھی اسے تسلیم کرتا ہوں اور اس کی توثیق کرتا ہوں، سوائے ان باتوں کے جن سے خود رسول اللہ a نے اللہ کے حکم سے ان کے بارے میں رجوع کیا ہے۔وہ یہ ہے کہ نہ صرف ان کے علاقے میں بلکہ تمام عرب میں دو ( ) مذاہب کے پیرو سکونت پذیر نہیں رہ سکتے، اس کے علاوہ ان کے جان، مذہب، املاک، حاشیہ متعلقین چاہے وہ اس وقت نجران میں ہوں یا باہر ہوں ان کے پادری، راہب اور گرجا جہاں وہ بنے ہوئے ہیں اور تھوڑی یا زیادہ جس قدر ان کی املاک ہیں ان سب کو ان کے حق میں رہنے دیتے ہیں بشرطیکہ جو سرکاری لگان مقرر ہے وہ ادا ہوتا رہے اور جب وہ اپنے واجبات پورے کریں تو پھر ان کو خارج البلد کیا جائے نہ ان سے عشر لیا جائے نہ کسی پادری کو اس کے حلقے سے بدلا جائے اور نہ کسی راہب کو اس کی خانقاہ سے نکالا جائے۔جو کچھ اس تحریر میں لکھا ہے اس کے ایفاء کے لئے محمد a کی ضمانت اور تمام مسلمانوں کی نگہبانی کی ضمانت دی جاتی ہے اس کے ساتھ اہل نجران کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ مسلمانوں کے خیر خواہ اور وفادار رہیں، مسور بن عمرو اور عمرو مولیٰ ابو بکر g نے اس تحریر پر اپنی شہادت ثبت کی۔"[(1)]

عہدِ فاروقی

عہد نبوت میں جن غیر مذاہب کے پیروکاروں کو اسلامی ممالک محروسہ میں پناہ دی گئی تھی اور عہد ناموں کے ذریعے ان کے حقوق متعین کر دیئے گئے تھے۔سیدنا عمر فاروق g نے نہ صرف ان حقوق کو قائم رکھا بلکہ اپنے مہر و دستخط سے اس کی توثیق فرمائی اور اس طرح خود ان کے عہد میں جو ممالک فتح ہوئے وہاں کی ذمی رعایا کو تقریباً وہی حقوق دیئے جو مسلمانوں کو حاصل تھے، چنانچہ اہل حیرہ سے جو معاہدہ ہوا اس کے الفاظ یہ تھے۔

"لا یهدم لهم بیعته کنیسة ولاتصر من قصورهم التی کانو یتحصنون اذا نزل بهم

(1) طبری، تاریخ الامم والملوک، ج ، ص ۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

عدولهم ولا يمنعون من ضرب النواقيس ولامن اخراج الصلبان فی عیدھم."(2)

ترجمہ: ان کی خانقاہیں اور گرجے منہدم نہ کئے جائیں اور نہ کوئی ایسا قصر گرایا جائے جس میں وہ ضرورت کے وقت دشمنوں کے مقابلے میں قلعہ بند ہوتے ہیں، ناقوس (اور گھنٹے بجانے) کی ممانعت نہ ہوگی اور تہوار کے موقعوں پر صلیب نکالنے سے روکے نہ جائیں گے۔

خلیفہ دوم کے عہد میں جزیہ یا ٹیکس کی شرح نہایت آسان تھی اور ان ہی لوگوں پر مقرر کرنے کا حکم تھا جو اس کی ادائیگی کی صلاحیت رکھتے ہوں، چنانچہ حیرہ کے ساتھ معاہدہ میں ہزار باشندوں سے ایک ہزار بالکل مستثنیٰ تھے اور باقی پر صرف دس دس درہم سالانہ مقرر کئے گئے تھے، معاہدہ میں یہ شرط بھی تھی کہ کوئی ذمی بوڑھا، اپاہج اور مفلس ہو جائے گا تو وہ جزیہ سے بری کر دیا جائے گا اور بیت المال اس کا کفیل ہوگا، کیا دنیا کی تاریخ ایسی بے تعصبی و رعایا پروری کی کوئی نظیر پیش کر سکتی ہے۔

کسی قوم کے حقوق صرف تین چیزوں سے متعلق ہوتے ہیں۔ جان، مال اور مذہب ان کے سوا اور جتنے حقوق ہیں، وہ سب انہی کے ذیل میں آتے ہیں۔ حضرت عمر g نے تمام مفتوحہ قوموں کے ان تینوں بنیادی حقوق کو محفوظ قرار دیا۔بیت المقدس کے عیسائیوں کو ازروئے معاہدہ جو حقوق دیئے وہ یہ تھے۔

یہ وہ امان ہے جو خدا کے غلام امیر المومنین عمر g نے اہل ایلیا کو دی، یہ امان جان و مال، گرجا، صلیب، تندرست، بیمار اور ان کے تمام اہل مذہب کے لئے ہے نہ ان کے گرجا میں سکونت اختیار کی جائے گی، نہ وہ گرائے جائیں گے، نہ ان کے احاطہ کو نقصان پہنچایا جائے گا، نہ ان کے صلیبوں اور ان کے مال میں کچھ کمی کی جائے گی۔مذہب کے بارے میں ان پر جبر نہ کیا جائے گا نہ ان میں سے کسی کو نقصان پہنچایا جائے گا۔(3)

یہ حقوق صرف ایلیا والوں کے ساتھ مخصوص نہ تھے بلکہ تمام مفتوحہ اقوام کو دیئے گئے جوان کے عہد ناموں میں موجود ہیں۔ اہل جرجان کے معاہدہ کے الفاظ یہ ہیں کہ ان کے جان، مال اور مذہب و شریعت سب کو امان ہے، ان میں سے کسی شے میں کوئی تغیر نہ کیا جائے گا۔آذر بائیجان کے معاہدہ میں ہے کہ جان، مال اورمذہب و شریعت کو امان ہے۔موقان کے معاہدے کے الفاظ بھی یہی ہیں۔ حضرت عمر g وقتاً فوقتاً عمال کو ان معاہدوں کی پابندی کی تاکید لکھتے رہتے تھے۔آپ g نے حضرت ابوعبیدہg فاتح شام کو لکھا:

---

(2) أبو یوسف، امام، کتاب الخراج، ص ۔

(3) طبری، تاریخ الامم والملوک، ج ، ص ۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

"وَامْنَعِ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ ظُلْمِهِمْ وَالْإِضْرَارِ بِهِمْ وَأَكْلِ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا بِحِلِّهَا."[4]

ترجمہ: مسلمانوں کو ذمیوں پر ظلم کرنے، ان کو نقصان پہنچانے اور بے وجہ ان کے مال کھانے سے روکو، اور ان سے جو شرطیں کی گئی ہیں ان کو پوری کرو۔

حضرت عمر g اپنے سفر شام کے سلسلے میں جب آذرعات پہنچے تو وہاں کے باشندے اپنے مذہبی اور قومی رسوم کے ساتھ ان کے خیر مقدم کو نکلے۔حضرت عمر g نے دیکھا تو حضرت ابو عبیدہ g نے کہا، امیر المومنین، یہ تو اہل عجم کا طریقہ ہے، اگر آپ اس چیز سے ان کو روکیں گے تو یہ بدگمان ہوں گے کہ معاہدہ میں آپ نے ان کے لئے جو مذہبی اور تہذیبی آزادی تسلیم کی ہے اس کو واپس لینا چاہتے ہیں۔ حضرت عمر g نے بڑے دلچسپ انداز میں فرمایا: اچھا بھائی، اگر یہ بات ہے تو رہنے دو، اس وقت عمر اور آل عمر ابوعبیدہ کے اختیار میں ہیں۔ اسی طرح اہل صلح کے متعلق یہ اصول بھی تسلیم شدہ ہے کہ ان کو یا ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام نہیں بنایا جا سکتا۔اگرچہ اسلامی حکومت کا یہی طرز عمل بزور شمشیر فتح کئے ہوئے لوگوں کے ساتھ بھی عام طور پر رہا ہے لیکن یہ ان کے اوپر حکومت کا احسان ہے، ان کا کوئی قانونی حق نہیں ہے، لیکن اہل صلح کے بارے میں یہ قانون ہے کہ ان کو نہ قتل کیا جا سکتا ہے اور نہ ان کو غلام بنایا جا سکتا ہے بلکہ وہ آزاد ہوں گے۔امام ابوعبید القاسم نے لکھا ہے:

"سنة رسول a والمسلمين ان لاسماء على اهل الصلح ولارق وانهم احرار."[5]

ترجمہ: رسول اللہ a اور مسلمانوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ اہل صلح لونڈی غلام نہیں بنائے جا سکتے، وہ آزاد ہیں۔

حضرت عمر فاروق g نے اہل ثوبہ کے نام ایک امان نامہ تحریر فرمایا تھا۔اس میں بھی واضح طورپر مذہبی رواداری کا ثبوت ملتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"یہ وہ امان ہے جو حضرت عمرو بن العاص نے اہل مصر کو ان کے نفوس و اموال، گرجاؤں، صلیبوں، مذہب اور بحر و بر کے متعلق دی ہے، ان میں نہ کچھ اضافہ ہوگا اور نہ کمی ہوگی اور نہ النوبہ ان کے ساتھ مل کر رہ سکے گا اور اہل مصر پر لازم ہوگا کہ جب وہ اس صلح پر اتفاق کر لیں تو وہ جزیہ ادا کریں، جو ان کی گنجائش کے مطابق زیادہ سے زیادہ پچاس کروڑ ہوگا اور ان پر ان کی حفاظت کی ذمہ داری ہوگی

---

[4] أبو یوسف، کتاب الخراج، ص ۔

[5] أبو عبید، کتاب الأموال، ص ۔

اور اگر ان میں سے کوئی شخص یہ بات نہ مانے تو ان کے اندازے کے مطابق ان سے ٹیکس اٹھا دیا جائے گا اور جو شخص انکار کرے گا ہم اس کے عہد سے بری ہوں گے اور اگر ان کی گنجائش، ٹیکس کی غایت سے کم رہی تو اس کے اندازے کے مطابق ٹیکس انہیں معاف کر دیا جائے گا۔"(6)

اہل ذمہ اپنے مذہبی فرائض کی ادائیگی میں بالکل آزاد ہوں گے۔اس بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ جن شہروں میں ان کے فتح ہونے کے بعد حکومت نے ذمیوں کے قیام کو منظور کر لیا ہے ان شہروں میں ان کے مذہبی حقوق پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ابو عبیدہ نے بزور شمشیر فتح کئے ہوئے مقامات کی ایک لمبی فہرست کے بعد لکھا ہے۔

"یہ سارے مقامات بزور شمشیر فتح ہوئے ہیں اور ان میں ان کے باشندوں کو ان کے مذہب و شریعت کی پوری آزادی کے ساتھ بسنے کی اجازت دی گئی۔اس آزادی پر اگر کوئی پابندی ہے تو صرف ان شہروں میں ہے جن کو خاص طورپر مسلمانوں نے بسایا ہو یا جن کو فتح کرنے کے بعد ان کے سابق باشندوں کے حوالہ کرنے کی بجائے حکومت نے اپنے مقاصد کے لئے خاص کر لیا۔"(7)

اسلام میں دوسرے مذاہب کے لوگوں کو بجبر و اکراہ مسلمان بنانے کا کوئی تصور نہیں، قرآن نے واضح طور پر حکم دیا ہے کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ "مذہب کے معاملے میں کوئی جبر نہیں"۔حضرت عمر فاروق کی سیاسی حکمت عملی قرآن کے اسی اشارے کی تفسیر ہے۔عہد فاروقی میں مفتوحہ علاقوں کے باشندوں سے کوئی تعرض نہیں کیا گیا۔ان کے مذہب میں قطعاً مداخلت نہیں کی بلکہ اس کے برعکس انہیں مذہبی آزادی کی ضمانت دی، ان کے گرجے، عبادت گاہیں محفوظ رہیں، عیسائیوں کو صلیب نکالنے، مذہبی قوانین رائج کئے جانے اور ان کو قوانین شخصی پر عامل رہنے کا پروانہ دیا گیا۔اسکندریہ کے لاٹ پادری کے ساتھ مسلمانوں کا سلوک رومی عیسائیوں سے بدرجہاں بہتر تھا۔یہاں تک کہ عمر فاروق g کا ذاتی غلام بھی غیر مسلم تھا۔خلافت راشدہ میں تمام مذاہب کو مکمل آزادی حاصل تھی۔ذمیوں کی عبادات اور رسوم و رواج میں کسی قسم کی مداخلت روا نہیں تھی۔ان کے معبد اور گرجے محفوظ تھے۔مسلمانوں نے جس طرح ذمیوں کے ساتھ حسن رواداری کا سلوک کیا۔اس کی مثال ملنا محال ہے۔(8)

(6) ابن کثیر، البدایۃ والنھایۃ، مترجم: پروفیسر کوکب شاوانی، ج ، ص ، کراچی، نفیس اکیڈمی، ء۔

(7) ابو عبید، کتاب الاموال، ص ۔

(8) ایضاً، ص ۔

معاشی تعلقات

رسول محتشم a اور حضرت ابوبکر صدیق g کے زمانے میں بیت المال کا قیام عمل میں نہیں آیا تھا۔اس دور میں خراج اور مال غنیمت سے جتنی بھی آمدن ہوتی وہ سب تقسیم کر دی جاتی، جب کسی مہم کی ضرورت پیش آتی تو اپیل کے ذریعے اہل ایمان سے چندہ جمع کر لیا جاتا۔عہد فاروقی میں عبداللہ بن ارقم کی تجویز پر بیت المال قائم کیا گیا۔بیت المال سے ضرورت کے تحت غیر مسلم غرباء کی مدد بھی کی جاتی تھی۔ان سے خراج اور جزیہ وصول کیا جاتا تھا۔مفتوحہ علاقوں میں زمین کی ملکیت کا حق آبائی باشندوں کو حاصل تھا، ان سے صرف خراج وصول کیا جاتا تھا جس کی شرح پہلے معاہدہ صلح میں طے کی جاتی۔اگر خراجی زمینوں کو مسلمانوں خرید لیتے تو زمین کی حیثیت خراجی ہی رہتی۔قحط کی صورت میں ذمیوں کو خراج معاف کر دیا جاتا لیکن عشر معاف نہیں کیا جاتا تھا۔غیر مسلم مفتوحہ اقوام سے جزیہ وصول کیا جاتا تھا۔ان پر اسلامی فوج میں بھرتی ہونا ضروری نہ تھا۔لہٰذا ان سے حفاظتی ٹیکس کے طورپر معمولی شرح پر ایک رقم وصول کی جاتی تھی، جس کو جزیہ کہتے ہیں۔ بچوں، بوڑھوں، غلاموں، بے کاروں، معذوروں کو جزیہ سے مستثنیٰ قرار دیا گیا گیا تھا اگر کوئی فوجی خدمات پیش کرتا تو اس سے جزیہ نہیں لیا جاتا تھا۔

مثلاً فتح جرجان کے موقع پر معاہدہ میں یہ لکھا گیا اور تم ذمیوں میں سے جس شخص سے ہم فوجی مدد لیں گے تو اس کی مدد کا یہ صلہ ہو گا کہ اس سے جزیہ نہیں لیا جائے گا فتح آذر بائیجان کے معاہدہ میں تحریر ہے "اور جو ذمی مسلمانوں کے لشکر میں حصہ لے گا اس سال کا جزیہ اسے معاف کیا جائے گا۔"(9)

کسی ذمی کو محروم المعیشت رکھنا جائز نہیں سمجھا گیا۔ چنانچہ حضرت عمرg ایک مرتبہ ایک مکان پر تشریف لے گئے تو ایک بوڑھا نابینا بھیک مانگ رہا تھا۔حضرت عمر نے دریافت کیا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں یہودی ہوں۔ حضرت عمرgنے دریافت کیا کہ کس چیز نے تم کو بھیک مانگنے پر مجبور کیا ہے ؟اس نے جواب دیا کہ اداء جزیہ، معاشی ضرورت اور ضعف پیری نے۔حضرت عمرg نے یہ سن کر اس کا ہاتھ پکڑا اور اپنے مکان پر لے جا کر جو موجود تھا اس کو دیا پھر بیت الما ل کے خزانچی کے پاس فرمان بھیجا کہ۔یہ اور اس قسم کے دوسرے حاجت مندوں کی تفتیش کرو،خدا کی قسم ہم ہرگز انصاف پسند نہیں ہو سکتے اگر ان(ذمیوں)کی جوانی کی محنت (جزیہ)تو کھائیں اور ان کی پیری کے وقت ان کو بھیک کی ذلت کے لئے چھوڑ دیں۔قرآن مجید میں ہے:

(9) طبری، تاریخ الامم والملوک۔ج ۔ ، ص ، ۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلۡفُقَرَآءِ وَالۡمَسٰكِيۡنِ وَالۡعٰمِلِيۡنَ عَلَيۡهَا۔ (10)

ترجمہ: بے شک صدقات (زکٰوۃ) محض غریبوں اور محتاجوں اور ان کی وصولی پر مقرر کیے گئے کارکنوں اور ایسے لوگوں کے لیے ہیں۔

امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں لکھا ہے:

"میرے نزدیک یہاں فقراء سے مسلمان مفلس مراد ہیں اور ان مساکین سے اہل کتاب کے غرباء وفقراء اس کے بعد عمرg نے تمام ایسے لوگوں سے جزیہ معاف کر دیا اور ان کا وظیفہ بھی بیت الما ل سے مقرر فرمادیا۔"(11)

حضرت ابو بکر صدیق g کے دور خلافت میں حضرت خالد بن ولید g نے اہل حیرہ کے لئے جو عہد نامہ تحریر فرمایا اس میں اس سے بھی زیادہ واضح الفاظ میں حقوق معاشرت میں مسلم اور غیر مسلم (ذمی) کی ہمسری کا اعلان ہے۔اور میں یہ طے کرتا ہوں کہ اگر ذمیوں میں سے کوئی ضعیف پیری کی وجہ سے ناکارہ ہو جائے یا آفت ارضی و سماوی میں سے کسی آفت میں مبتلا ہو جائے یا ان میں سے کوئی مالدار محتاج ہو جائے تو اس پر جزیہ اور خراج نہیں ہے جب تک کہ وہ دار السلام (اسلامی ریاست) میں مقیم ہیں۔

حضرت عمرg کو اس بارے میں اس قدر اہتمام تھا کہ ایک مرتبہ جبکہ حضرت حذیفہ g کو دجلہ کی ایک سمت میں اور حضرت عثمان بن حنیف کو دجلہ کی دوسری سمت میں خراج کی وصولی کے لئے روانہ فرمایا، وہ خراج وصول کر کے واپس ہوئے تو حضرت عمرg نے فرمایا کہ شاید تم نے ذمیوں سے ان کی طاقت سے زیادہ وصول کیا ہو گا۔حضرت حذیفہ g نے فرمایا کہ جو ان کے پاس چھوڑا ہے اس کے مقابلہ میں یہ بہت ہی کم مقدار ہے اور حضرت عثمانg نے فرمایا کہ ان کے پاس میں ان سے دوگنا چھوڑ آیا ہوں۔حضرت عمرg نے یہ سن کر بھی معاملہ اہمیت کو اس طرح ظاہر فرمایا"معلوم رہے بخدا اگر میں زندہ رہ گیا تو اہل عراق کی بیواؤں کو ایسا چھوڑوں گا کہ میرے بعد کسی امیر کی محتاج نہ رہیں۔"(12)

دور فاروقی میں جزیہ کی وصولی میں سختی نہ برتی جاتی تھی، جہاں کہیں حضرت عمرg کو اس کا علم ہو جاتا تھا،آپ سختی سے روکتے تھے۔شام کے سفرپر کسی مقام پر دیکھا کہ ذمیوں پر سختی کی جاتی ہے، سبب پوچھا تو معلوم ہواکہ جزیہ نہیں ادا کیا گیا، پوچھا کیوں؟معلوم ہوا ناداری کی وجہ سے آپ نے حکم دیا کہ انہیں

---

(10) التوبہ، : ۔

(11) أبو يوسف، کتاب الخراج، ص ۔

(12) ایضاً، ص ۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

چھوڑ دو، میں نے رسول a سے سنا ہے کہ لوگوں کو تکلیف نہ دو، جو لوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں خدا انہیں قیامت کو عذاب دے گا۔ نادار، بیکس اور معذور ذمی جزیہ سے مستثنیٰ تھے اور بیت المال سے ان کی کفالت کی جاتی تھی، حیرہ کی فتح کے معاہدے میں اس بات کی تصریح ہے کہ اگر کوئی بوڑھا ذمی کام کرنے سے معذور ہو جائے، یا کوئی آفت آئے، یا کوئی شخص دولت مندی کے بعد غریب ہو جائے اس کے اہل مذہب اسے خیرات دینے لگیں تو اس کا جزیہ موقوف کر دیا جائے اور اس کی اولاد کو مسلمانوں کے بیت المال سے خرچ دیا جائے گا۔(13)

حضرت عمر gکو ذمیوں کا اتنا زیادہ خیال تھا کہ آپ نے آخری زمانہ میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کیلئے جو ہدایت نامہ لکھا اس میں ذمیوں کے متعلق خاص طور پر تھا کہ

"میں ان لوگوں کے حق میں جن کو خدا اور رسول کا ذمہ دیا گیا ہے یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان سے جو عہد کیا گیا ہے اسے پورا کیا جائے۔ ان کی حمایت میں لڑا جائے اور ان کی طاقت سے زیادہ ان کو تکلیف نہ دی جائے۔"(14)

سیدنا عمر فاروق g کے دورِ حکومت میں غیر مسلم کمزور، معذور اور بوڑھے غیر مسلم شہریوں کا نہ صرف ٹیکس معاف کر دیا جاتا تھا بلکہ بیت المال سے ان کی اور ان کے اہل و عیال کی کفالت بھی کی جاتی تھی۔ امام ابو عبید القاسم بن سلام "کتاب الأموال" میں بیان کرتے ہیں:

> "إن أمير المؤمنين عمر g مرّ بشيخ من أهل الذمة، يسأل على أبواب الناس. فقال: ما أنصفناك أن كنا أخذنا منك الجزية فى شبيبتك، ثم ضيعناك فى كبرك. قال: ثم أجرى عليه من بيت المال ما يصلحه."(15)
>
> ترجمہ: امیر المومنین حضرت عمر فاروق g غیر مسلم شہریوں میں سے ایک بوڑھے شخص کے پاس سے گزرے جو لوگوں کے دروازوں پر بھیک مانگتا تھا۔ آپ نے فرمایا: "ہم نے تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا کہ ہم نے تمہاری جوانی میں تم سے ٹیکس وصول کیا، پھر تمہارے بڑھاپے میں تمہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔

کسی غیر مسلم قوم کے ساتھ دنیا کی حکومت کو اس سے بہتر طرزِ عمل اور تعلق اور کیا ہو سکتا ہے؟

(13) ایضاً، ص ۔

(14) ایضاً، ص ۔

(15) أبو عبید، کتاب الأموال، ص ، رقم: ۔۔

اس کا اندازہ اس ایک واقعہ سے ہوسکتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر و بن العاص g گورنر مصر کے صاحبزادے نے ایک مصری (قبطی) کو کسی بات پر چند کوڑے ماردیئے۔اس نے دربارِ فاروقی میں جا کر شکایت کی۔فاروق اعظمg نے حضرت عمر و بن العاص g اور ان کے صاحب زادے کو دارالخلافہ میں طلب کیا اور قبطی مصری سے اس کی موجودگی میں بات چیت کی اور جب جرم ثابت ہو گیا تو فاروق اعظمg نے قبطی مصری کو حکم دیا کہ تو عمرو کے بیٹے کے اسی قدر کوڑے لگا اور پھر حضرت عمر و بن العاص gکی جانب مخاطب ہو کر فرمایا: اے عمرو!تم نے کب سے لوگوں کو غلام بنا لیا ہے۔حالانکہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا، حضرت عمر و بن العاص gنے عرض کیا: امیر المومنین مجھے اس واقعہ کا علم ہو نہ ہو سکا اور نہ اس شخص نے میرے پاس آکر اس کی اطلاع کی۔

اسی طرح یہ واقعہ بھی اس نقطہ نظر کی زندہ شہادت ہے کہ ایک غیر مسلم (ذمی کاشتکار نے حضرت عمرg سے یہ شکایت کی کہ اسلامی فوج جبکہ ہمارے گاؤں سے مارچ کرتی ہوئی جا رہی تھی۔تو اس نے میری تمام کھیتی باڑی کو روند ڈالا۔حضرت عمرg نے یہ سن کر بیت المال سے دس ہزار درہم بطور تاوان ادا کر دیئے۔حضرت عمرg کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا اے میرے امیر المومنین!میں نے کاشت کی تھی اتفاقاً اس کی جانب سے شام کا لشکر گزرا اور اس نے تمام کھیتی کو خراب کر ڈالا۔حضرت عمرg نے یہ سن کر بیت المال سے دس ہزار درہم معاوضہ کے طور پر ادا کر دیئے۔[16]

غیر مسلم شہریوں کے ساتھ ملکی مفاد میں بہتر تعلقات کے لئے معاہدہ

دور فاروقی میں غیر مسلم شہریوں کے ساتھ ملکی مفاد میں بہتر تعلقات کے لئے ان کے مرضی کے مطابق معاہدات کئے گئے اس حوالے سے قاضی ابو یوسف نے دو باتیں لکھی ہیں:

۔ایک یہ کہ اگر غیر مسلموں کی کوئی جماعت (جو مفتوح ذمیوں کی حیثیت نہ رکھتی ہو)جزیہ دینے میں عار محسوس کرتے تو اسلامی حکومت اس سے ان کو بری قرار دے سکتی ہے اور اس جگہ کوئی ایسی دوسری شکل اختیار کر سکتی ہے جس پر وہ راضی ہوں۔ بشرطیکہ وہ اسلام کے اصول کے خلاف نہ ہو اور بیت المال کو اس سے نقصان نہ پہنچ رہا ہو۔

۔دوسری یہ کہ اگر غیر مسلموں کی کوئی جماعت فوجی یا سیاسی یا صنعتی یا کسی اور پہلو سے کوئی خاص اہمیت رکھتی ہو اور اندیشہ ہوکہ اگر ان کو مطمئن نہ کیا گیا تو دشمن ان سے فائدہ اٹھائے گا۔تو اسلامی

(16) أبو یوسف،کتاب الخراج، ص ۔

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

حکومت ان کی تالیف قلب کیلئے ان کو ایسی رعائتیں دے سکتی ہے۔جن سے کتاب و سنت کے کسی اصول کے خلاف ورزی نہ لازم آتی ہو۔(17)

نصاری بنی تغلب نسلا عرب تھے اور ان کی بہادری اور شجاعت ضرب المثال تھی۔حضرت عمرg نے ان پر جزیہ لگانا چاہا تو انہوں نے اپنی عربی نخوت کی وجہ سے اس کو ناپسند کیا اور ملک چھوڑ کر باہر نکل جانے پر آمادہ ہو گئے۔عبادہ بن نعمان تغلبی بیچ میں پڑے اور انہوں نے اس معاملہ میں حضرت عمرg سے گفتگو کی۔انہوں نے کہا نصاری نبی تغلب کی بہادری آپ کو معلوم ہے، یہ لوگ عین دشمن کے با لمقابل آباد ہیں، اگر وہ آپ کے مخالف ہو گئے تو آپ کے دشمن کا پلہ بھاری ہو جائے گا، ان پر جزیہ کے بجائے صدقہ عاید کر دیا۔البتہ اس کی مقدار دگنی کر دی۔

"بنی تغلب عرب ہیں‌اور جزیہ دینا کسر شان سمجھتے ہیں(یا نفون من الجزیتہ) اور یہ گلہ والے لوگ نہیں ہیں یہ کھیتی باڑی والے لوگ ہیں۔ اور دشمن پر ان کی بڑی دھونس ہے آپ ان کو ناراض کر کے ان کے ذریعہ سے اپنے دشمن کو قوت نہ پہنچایئے۔حضرت عمرg نے ان پر جزیہ کے بجائے صدقہ مقررکردیا۔ البتہ اس کی مقدار دوگنی کر دی۔

حضرت ابو بکر صدیق g کے بعد حضرت عمر gکے زمانے میں بہ کثرت معاہدے ہوئے ان میں سے زیادہ مفصل، جامع اور سب سے زیادہ فیا ضانہ معاہدہ وہ ہے جو حضرت ابو عبیدہg نے شام کے عیسائیوں کے ساتھ کیا تھا۔

قاضی ابو یوسف نے لکھا ہے کہ حضرت ابو عبیدہg نے نرمی اور فیاضی اس لیے اختیار کی تھی کہ لوگوں کو صلیب کی تر غیب نہ ہو۔چنانچہ اس معاہدہ کے بعد جب رومیوں سے جنگ ہوئی تو فتح کے بعد اطراف و اکناف کے تمام عیسائیوں نے صلح کر لی تو ان لوگوں نے ایک شرط پیش کی کہ جو رومی مسلمانوں کے ساتھ جنگ کے لیے آئے تھے اب وہ عیسائیوں کے پناگزین ہیں‌ان کو امن دیا جائے کہ اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کے ساتھ واپس چلے جائیں اور ان سے کسی قسم کا تعرض نہ کیا جائے، حضرت ابو عبیدہgنے یہ شرط منظور کر لی۔

اسلام میں معاہدہ کی پابندی ضروری ہے اس میں کسی مذہب کی تخصیص نہیں‌بلکہ خود معاہدہ کی اخلاقی عظمت کا یہی اقتضاء ہے اس بنا پر صحابہ کرام نے ذمیوں کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا اس کو پورا کرنا مذہبی

---

(17) ابو یوسف، کتاب الخراج، ص ۔

فرئضہ سمجھتے تھے چنانچہ شام کی فتح کے بعد حضرت عمرg نے حضرت ابو عبیدہ gکو جو فرمان لکھااس میں یہ الفاظ تھے۔مسلمانوں کو ان کے ظلم ونقصان سے روکو اور ان کے مال کھانے سے روکو، انکے جو حقوق تم نے جن شرائط پر دیئے ہیں انکو پورا کریں۔

اہل آر مینیہ کا معاہدہ

امیر المومنین حضرت عمر g بن الخطاب کے حاکم سرقہ بن عمرو، شہر براز اور باشندگان آرمینیہ کو پناہ دیتے تھے۔ان کے جان و مال اور مہذب و ملت کی حفاظت کی جاتی ہے۔انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جاتا،یہ معاہدہ کیا گیا کہ لوگ جنگ میں شریک ہوں گے اور اہم اور غیر اہم مہم کے موقع پر (مسلمان) حاکم کی جیسا کہ مناسب سمجھیں، جنگی مدد دیں گے اور جو لوگ جنگ میں شریک ہوں گے ان پر سے جزیہ معاف کر دیا جائے گا۔یہ جنگی خدمات ان کے جزیہ کا معاوضہ ہیں اور جو یہ خدمات انجام نہیں دیں گا اور گھر پر بیٹھا رہے گا وہ اہل آذر بائیجان کی طرح جزیہ ادا کرے گا اور مسلمانوں کو راستہ بتائے گا اور پورے دن کی مہمان نوازی کرے گا۔اگر یہ لوگ جنگ میں شریک ہوئے تو ان پر جزیہ نہیں لگایا جائے گا اور اگر نہ ہوئے تو ان پر جزیہ عائد ہو گا۔(18)

عہد فاروقی میں بھی غیر مسلم شہریوں کے تحفظ اور حقوق کے ساتھ ساتھ نفسِ انسانی کے احترام اور وقار میں اس قدر اضافہ ہوا کہ مفتوحہ علاقوں کے غیر مسلم شہری اسلامی ریاست میں اپنے آپ کو زیادہ محفوظ اور آزاد سمجھتے تھے۔ اس کا اعتراف مشہور مستشرق (orientalist) منٹگمری واٹ (Montgomery Watt) نے بھی کیا ہے:

"The Christians were probably better off as dhimmis under Muslim Arab rulers than they had been under the Byzantine Greeks." (19)

ترجمہ: عیسائی، عرب مسلم حکمرانوں کے دورِ اقتدار میں بطور غیر مسلم شہری اپنے آپ کو یونانی بازنطینی حکمرانوں کی رعیت میں رہنے سے زیادہ محفوظ اور بہتر سمجھتے تھے۔

(18) أبو یوسف، کتاب الخراج، ص ۔

(19) Watt, William, Montgomery, Islamic Political Thought, The Basic Concepts, Scotland. U.K, Edinburgh University Press, 1968, p. 51.

JAHAN E TAHQEEQ
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

عہدِ عثمانی

سیدنا عمر فاروق g کے بعد سیدنا عثمان غنی g کے عہد خلافت میں بھی غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک روا رکھا گیا اور معاشرتی و سماجی اور ثقافتی تعلقات قائم کئے گئے۔

امام ابو عبید اور بلاذری نے غیر مسلموں سے متعلق سیدنا عثمان غنی g کے ایک سرکاری فرمان نامہ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

"إنّی أُوصیك بهم خیراً فإنهم قومٌ لَهُمُ الذِمَّة."[20]

ترجمہ: میں تمہیں ان غیر مسلم شہریوں کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کرتا ہوں۔ یہ وہ قوم ہے جنہیں جان و مال، عزت و آبرو اور مذہبی تحفظ کی مکمل امان دی جاچکی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا عثمان غنی g کے عہد خلافت میں بھی اسلامی ریاست میں مسلمانوں اور غیر مسلم اقلیتوں کے خون کی حرمت برابر تھی۔

امام ابو بکر الجصاص الحنفی سمیت دیگر فقہاء اور مفسرین نے کتابیہ عورتوں سے نکاح کے جواز پر بحث کرتے ہوئے ان صحابہ کرام I کا بھی ذکر کیا ہے جنہوں نے اہل کتاب عورتوں سے نکاح کیا تھا ان صحابہ I میں حضرت عثمان g کا اسم گرامی بھی شامل ہے۔آپ بیان کرتے ہیں کہ:

"وروی أن عثمان بن عفان تزوج نائلة بنت الفرافصة الكلبیة، وهی نصرانیة، وتزوجها علی نسائه."[21]

ترجمہ: حضرت عثمان g نے نائلہ بنت الفرافصۃ کلبیۃ سے نکاح کیا تھا۔حالانکہ وہ مذہباً عیسائی تھیں۔حضرت عثمان g نے اپنی مسلمان بیویوں کے ہوتے ہوئے ان سے نکاح کیا تھا۔

امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی g کی یہ زوجہ محترمہ نکاح کے بعد مسلمان ہوگئی تھیں اور بلوائیوں نے جب حضرت عثمان g پر مدینہ طیبہ میں قاتلانہ حملہ کیا تو یہی خاتون اس وقت آپ کے پاس موجود تھیں کیونکہ حملہ آوروں نے انکی انگلیاں بھی کاٹ ڈالی تھیں۔

---

(20) ۔أبو عبید، القاسم، کتاب الأموال : ص ، رقم: ۔
۔بلاذری، فتوح البلدان: ص ۔
(21) جصاص، أحکام القرآن، ج ، ص ۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.1, 2024

عہدِ علوی

سیدنا علی g کے عہد خلافت میں بھی غیر مسلم شہریوں سے رواداری کے تعلقات استوار کئے گئے اور انہیں جان و مال اور عزت و آبرو کا مکمل تحفظ حاصل رہا۔ایک روایت کے مطابق حضرت علی g نے فرمایا:

"إِذَا قَتَلَ الْمُسْلِمُ النَّصْرَانِيَّ قُتِلَ بِهِ."[22]

ترجمہ: اگر کسی مسلمان نے عیسائی کو قتل کیا تو وہ مسلمان (اُس کے قصاص میں) قتل کیا جائے گا۔

خلاصہ بحث

خلفاء راشدین نے اسلام کی تبلیغ کے ساتھ اہل ذمہ کے حقوق کا بھی خیال رکھا۔انہوں نے لاتعداد ممالک فتح کئے لیکن کسی شخص کو زبردستی اسلام قبول کرنے پر مجبور نہ کیا۔جس شہر کو فتح کیا، وہاں کے باشندوں کو کامل مذہبی آزادی دی، جو شخص برضا و رغبت اسلام قبول کر لیتا اسے وہی حقوق ملتے تھے جو دوسرے مسلمانوں کو ملے ہوتے تھے لیکن جو شخص اپنے آبائی مذہب پر قائم رہنا چاہتا اسے جزیہ ادا کرنا پڑتا تھا۔جو سلطنت کی طرف سے ان کی حفاظت کے بدلے ان پر عائد کیا جاتا تھا۔چنانچہ اہلِ عراق اور اہل شام سے صلح کے جو معاہدے کئے گئے۔ان میں یہ صراحت کر دی گئی تھی کہ غیر مسلموں سے جزیہ صرف ان کے مال و جان کی حفاظت کے بدلے وصول کیا جائے گا اور اسلامی حکومت کی ذمہ دار ہوگی کہ غیر مسلم اپنے اپنے مذہب پر آزادی سے عمل کر سکیں اور اپنی عبادت بے خوفی سے بجا لا سکیں۔ آج بھی کتب تاریخ میں جو معاہدات محفوظ ہیں ان میں اسلامی حکومت کی طرف سے غیر مسلموں کے گرجوں، کلیساؤں، معبودوں، مذہبی پیشواؤں اور راہبوں کی حفاظت کی شقیں موجود ہیں۔

---

(22) ا۔شیبانی، اَبو عبد اللہ محمد بن حسن (۔ ھ)۔الحجہ۔ج ، ص ، بیروت، لبنان: عالم الکتب، ھ۔
۔شافعی، الأم، ج ، ص ۔